Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-September 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Tafseer "Hosn e Tafseer" by Dr. Naseer Ahmad Nasir: A Tafseer on Aestheticism

تفسیر "حسن تفسیر" از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر: فلسفہ جمالیات کی حامل تفسیر

Tahira Munawar
Admin Officer, PhD Scholar, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore,

Syed Muhammad Nabeel Ur Rehman Shah Bukhari
PhD Scholar Dept. of Islamic Study Superior University Lahore. (Sajjada Nasheen Astana Aliya Hazrat Karmanwala Sharif Okara),

Farida Noreen
PhD Scholar Dept. Of Islamic Studies Superior University Lahore (Visiting Lecturer Islamic Study, University of the Education, Lahore).

Abstract

Thus, the only acceptable tafseer is that which adheres to the following sequence: tafseer of Quran by the Quran, then by the Sunnah, then by the sayings of the sahaabah, then by language, and finally by opinion, as long as it is based on the preceding four methods and does not contradict any of them. Dr. Naseer Ahmad Nasir was a notable Islamic scholar and philosopher from Pakistan, He also wrote numerous books on philosophy, aesthetics, and Islam. Dr. Naseer Ahmad Nasir's important contribution to philosophy was his research on Aesthetics and its foundations in the Quran. Approach to art exemplified by the Aesthetic Movement. Aesthetics is the philosophical study of beauty and taste. It is closely related to the philosophy of art, which is concerned with the nature of art and the concepts in terms of which individual works of art are interpreted and evaluated. To provide more than a general definition of the subject matter of aesthetics is immensely difficult. Indeed, it could be said that self-definition has been the major task of modern aesthetics. We are acquainted with an interesting and puzzling realm of experience: the realm of the beautiful, the ugly, the sublime, and the elegant; of taste, criticism, and fine art; and of contemplation, sensuous enjoyment, and charm. In all these phenomena we believe that similar principles are operative and that similar interests are engaged. If we are mistaken in this impression, we will have to dismiss such ideas as beauty and taste as having only philosophical interest. Alternatively, if our impression is correct and philosophy corroborates it, we will have discovered the basis for philosophical aesthetics. This article seeks to clarify the nature of modern aesthetics and to delineate its underlying principles and concerns. However, the article focuses on aesthetic thought and the development of Dr. Naseer Ahmad Nasir in Tafseer Hosn e Tafseer. Aesthetics is broader in scope than the philosophy of art, which comprises one of its branches. It deals not only with the nature and value of the arts but also with those responses to natural objects that find expression in the language of the beautiful and the ugly. This article will define a study in order to understand such ideas as beauty and taste while writing a Tafseer.

Keywords: Aesthetic, criticism, Philosophy of Art, delineate, Contribute, Tafseer, sublime, Evaluate.

تعارف

کسی بھی قانون کو اور اس کے دستور العمل کو اپنی زندگی میں اپنانے کے لیے اس کے تمام تر اصولوں کو سمجھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا لازم ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کو سمجھنے اور منطبق کرنے میں ان اصولوں اور ان قوائد کی پابندی کی جائے جو نبی ﷺ کے عہد سے قرآن کی تفسیر و تشریح کے لیے برتے جاتے رہے ہیں اور جن کی پیروی روزِ اول سے آج تک جاری ہے۔ ان اصولوں کا واحد مقصد یہ کہ جس طرح کتابِ الٰہی کا متن محفوظ رہا، اس کی زبان محفوظ رہی، اسی طرح اس کی معانی و مطالب ہر قسم کی تحریف اور اشتباہ سے محفوظ رہیں اور اس بات کا اطمینان رہے کہ کوئی بھی شخص نیک نیتی سے یا بدنیتی سے قرآنِ مقدس کی تعبیر و تشریح طے شدہ اصولوں سے ہٹ کر من مانی انداز سے نہ کرنے لگے۔ کسی بھی

CC BY

قانون، کسی بھی نظام اور کسی کی کتاب دستور کی تشریح و تفسیر اگر من مانی اصولوں کی بنیاد پر کی جانے لگے تو دنیا میں کوئی بھی نظام درست طور پر نہیں چل سکتا۔ جس طرح دنیا کی ہر ترقی یافتہ تہذیب میں قانون و دستور کی تعبیر و تشریح کی اصول وضع ہوتے ہیں، جن کی پیری ہر شارح کو کرنا لازم ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی تفسیر و تعبیر کے بھی اصول وضع کیے گئے ہیں، ان اصولوں کی پیروی رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے صحابہ کرام نے کی، تبع تابعین نے کی، ان تمام اصولوں کو اکابر ائمہ نے دوسری اور تیسری صدی میں اس طرح مرتب کر دیا کہ بعد میں آنے والوں کے لیے ان کی پیروی بھی آسان ہوگئی اور قرآن پاک کی تفسیر کے لامتناہی راستے بھی کھلتے چلے گئے۔ حسنِ تفسیر نصیر احمد ناصر کی ایک جامع اور آسان فہم تفسیر ہے جو نہایت شائستہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ حسنِ تفسیر عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید سائنسی انداز بیان لیے ہوئے ہے، اس تفسیر میں علم تفسیر اور تفسیری امور کے تمام اوصاف واضح طور پر معلوم ہوتے ہیں اور اس تفسیر کو عہد حاضر میں لکھی جانے والی تفاسیر میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد کا نکتہ نظر جمالیاتی ہے اس اعتبار سے مصنف کا جمالیاتی عنصر حسن تفسیر کو عہد حاضر میں لکھی جانے والی باقی تفاسیر سے ممتاز کرتا ہے۔ ذیل میں فلسفہ جمالیات کی وضاحت کی جاے گی نیز حسنِ تفسیر پر اس فلسفہ کے اطلاق کا جائزہ پیش کیا جاے گا۔

جمالیات کا معنی اور مفہوم:

جمالیات سے مراد فلسفہ کی وہ شاخ ہے جس میں حُسن اور اس کے لوازم سے بحث کی جاتی ہے۔ انگریزی میں جمالیات کا مترادف Aestheticism ہے۔

فلسفہ جمالیات کی تعریف:

Webster Dictionary کے مطابق Aestheticism کے معنی اس طرح ہیں:

"The doctrine that the principles of beauty are basic and the other principles (as of the good or theright) are derived from them. Aesthete is the branch of philosophy that aims to establish the general principles of art and beauty."[1]

"ترجمہ: یہ نظریہ کہ خوبصورتی کے اصول بنیادی ہیں اور دیگر اصول (جیسا کہ اچھائی یا حق کے) ان سے اخذ کیے گئے ہیں۔ جمالیات فلسفہ کی ایک شاخ ہے، حسن کا مقصد آرٹ اور خوبصورتی کے عمومی اصولوں کو قائم کرنا ہے۔"

چنانچہ جمالیات فلسفہ کی ایک قسم ہے۔ جس نے بیسویں صدی میں ایک مستقل مضمون کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ جمالیات میں حسن و فن کی حقیقت وماہیت اور دیگر متعلقہ مسائل سے بحث کی جاتی ہے۔ ان مباحث کی حدود ایک طرف فلسفہ ونفسیات اور دوسری طرف ادبی تنقید و ثقافت سے ملی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر حسن و فن کی ماہیت کو ایک فلسفہ میں پروتے ہیں جس کے مطابق وہ خدا اور اسکی تخلیق کردہ کائنات کے جمالیاتی پہلو کو بطور خاص اجاگر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان اور اللہ کے رشتے کی نوعیت بھی جمالیاتی ہے۔ کائنات کی ہر شے کو اللہ نے حسین اور خوبصورت بنایا ہے اور انسان رب کریم کا سب سے زیادہ حسین و کامل تخلیقی شاہکار ہے۔ اس ضمن میں ناصر لکھتے ہیں:

"ہمیں یہ اصلِ عظیم یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن عظیم جو خود نور ہے انسان کے حسی، قلبی نفسی نظام کے نور یا جمالیاتی شعور کا اہتمام کرتے رہنا، اس کے مقاصدِ جلیلہ میں سے ہے۔ اِتمام ہر گز کمال کے نقطہ متناہیت پر نہیں بلکہ اس کے آغاز کے نقطہ نَو پر دلالت کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کا معروضِ حسن وعشق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر آن اپنی جمالیاتی۔ تخلیقی فعلیت میں اپنی نمو در کھتا ہے (الرحمٰن ۵۵:۲۹)؛ اور ابد الآباد رکھتا رہے گا۔ اہلِ عشق و وفا جو اس کی ہم نظری و ہم کلامی و تقرب و رضوان کی آرزو رکھتے ہیں، اپنے نور کے اتمام مسلسل یا جمالیاتی شعور کے ارتقائے مدام میں ہمیشہ کوشاں رہیں گے، اور اس کا وسیلہ آج بھی قرآن مجید ہے اور کل بھی قرآن مجید ہی ہو گا۔ یہ یاد رہے کہ جمالیاتی شعور کا ارتقاء عبارت ہے قرب الی اللہ اور ترفع درجات سے، جس کا سلسلہ لامتناہی ہے۔"[2]

نصیر احمد ناصر نے انسان اور خدا کا رشتہ عشق سے استوار کیا ہے جس میں جمالیات کا عنصر غالب ہے۔ اس طرح خالق و مخلوق میں قرب کی بنیاد ڈر یا خوف کو نہیں بلکہ لگاؤ اور محبت کو قرار دیا ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ پاک بہترین خالق ہے اور انسان اس کی بہترین مخلوق ہے اور خالق و مخلوق کا یہ تعلق حسن سے عبارت ہے حسن تفسیر میں ایک اور مقام پر ناصر مزید لکھتے ہیں:

"قرآن مجید رب ذوالجلال والاکرام کا حسنِ کلامِ آخر اور زندہ ولافانی معجزہ ہے۔ زندگی جو احسن الخالقین کی تخلیق بالحق ہے، عبارت ہے حسن و عشق سے، اور قرآن مجید آئینہ حسن وعشق ہے۔ حسن حقیقت ہے اور اس میں عشق مضمر ہے۔ حسن وعشق میں جذب وانجذاب کی قوتیں پائی جاتی ہیں۔ جن کے جمالیاتی تصادم سے حیات وممات اور کائنات معرضِ وجود میں آتی ہیں۔ اور ان کے نظارے اور ہنگامے پرورش پارہے ہیں۔"[3]

صاحبِ تفسیر نے حسن کی حقیقت کو اجاگر کیا ہے اور عشق کو (یعنی عشقِ الٰہی) کو جمالیات کے اس فلسفہ کا راز بتایا ہے۔ نصیر احمد ناصر کا یہ انداز متاثر کن ہے۔ پوری تفسیر میں اسی طرح مسحور کن عبارت ملتی ہے۔ ان کی اصل غرض وغایت، قرآن کریم کو فلسفہ جمالیات کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔ تفسیر کا ہر صفحہ اس امر کا آئینہ دار ہے۔

نصیر احمد ناصر کی تحریر میں جمالیاتی رنگ بہت نکھر کے سامنے آیا ہے، ان کا نکتہ نظر جمالیاتی ہے وہ اللہ پاک کی بابرکت ہستہ کو بھی اپنی نگاہِ حُسن سے دیکھتے ہیں اور اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ ان کی اس حس کا موازنہ دیگر مفسرین سے کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں ایک اصطلاح استعمال ہوئی ہے: رب العلمین، تفسیر عثمانی میں عثمانی اس کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لیے اس کی جمع نہیں لاتے مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس (مثلاً عالم جن، عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں اس لیے جمع لائے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب بار ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔"[4]

مولانا اصلاحی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"رب کے معنی پرورش کرنے والے اور مالک و آقا کے آتے ہیں۔ یہ دوسرا مفہوم اگرچہ پہلے ہی مفہوم سے اس کے ایک لازمی نتیجہ کے طور پر پیدا ہوا ہے کیوں کہ جو ذات پرورش کرنے والی ہے اسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مالک اور آقا بنے۔"[5]

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مودودی لکھتے ہیں:

"رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ۱: مالک اور آقا۔ ۲: مربی، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا۔ ۳: فرمانروا، حاکم، مدبر اور منتظم اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے۔"[6]

اسی آیت مبارکہ کی تفسیر مفتی محمد شفیع نے قریباً ڈھائی صفحات پر کی ہے۔ اس آیت میں رب اور عالمین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے شفیع لکھتے ہیں:

"رب العالمین کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ تمام اجناسِ کائنات کی تربیت کرنے والے ہیں اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ جیسا یہ ایک عالم ہے جس میں ہم بستے ہیں اور اس میں نظام شمسی و قمری اور برق و باراں اور زمین کی لاکھوں مخلوقات کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں، یہ سارا ایک ہی عالم ہو اور اسی جیسے اور ہزاروں لاکھوں دوسرے عالم ہوں جو اس عالم سے باہر کی خلا میں موجود ہوں۔"[7]

CC BY

اس تفسیر کے بعد امام رازی کے حوالے سے بحث کی گئی ہے اس میں بھی کائنات کے نظام کا تجربہ کیا گیا ہے، اکثر تفاسیر میں یہی اسلوب پایا جاتا ہے، جب کہ 'حسنِ تفسیر' لفظ 'رب العالمین' کی تفسیر صفحہ نمبر ۳۵۸ سے ۴۳۰ تک قریباً ۷۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پہلے 'لغوی تشریحات' کے عنوان سے مستند لغات کی مدد سے لغوی معنی متعین کیے گئے ہیں اس کے بعد قرآنی تشریحات بہ وسیلہ کلیدِ لغات قرآن پیش کی گئی ہیں، اس کے بعد آیات بالا کی جمالیاتی تفسیر کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ناصر لکھتے ہیں:

"اللہ سبحانہ و تعالیٰ کل کائنات کا الہ و رب ہے، اس لیے کہ وہ الحسن ہے اور حسن میں عشق مضمر ہوتا ہے۔ امتزاجِ حسن و عشق کے تین بڑے مظاہر ہیں: رحمت، الوہیت، اور ربوبیت۔ اسے اپنی جملہ حسین مخلوقات، خصوصاً صاحبِ ارادہ و اختیار انسان سے عشق ہے جو اس کا جمالیاتی، تخلیقی شاہکار ہے۔ وہ بیک وقت ہمارا معشوق بھی ہے اور عاشق بھی اور انسان اس حقیقت کا دلائل و شہود سے عین الیقین یا شعور رکھتا ہے۔"

کسی بھی مفسر نے "رب العلمین" کو منبع حسن و جمال قرار نہیں دیا۔ انہوں نے اللہ پاک کے تمام عالم بلکہ جملہ عالمین کے رب ہونے کا بیان دیا ہے جب کہ نصیر احمد ناصر اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے "الحسن" کا لفظ استعمال کرتے ہیں یعنی وہ اپنے پروردگار کو ہر لحہ حسین و جمیل پاتے ہیں اسی حسن کو وہ وجہ حُب قرار دیتے ہیں کہ جب ہمیں اللہ تعالیٰ حسین دکھائی دے گا تو اس سے عشق ہونا ایک لازمی امر ہے، وہ رب العلمین کو ایک محبوب جانتے ہیں اور محبوب کی تخلیق کی گئی ہر شے حسین ہے، اسی طرح اس کی جملہ مخلوقات حُسن کا شاہکار ہیں جو اُس نے تخلیق کی ہیں۔ اس کے علاوہ مصنف آیات بالا کے ضمن میں معاشرتی ادارے، نظام صلوۃ اور جمالیات شعور کا ارتقا، توحید الوہیت و ربوبیت، توحید ربوبیت کی عالمگیر اہمیت، اکابر پرستی کا محرک و عامل پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔ چوں کہ ساری تفسیر کو زیر بحث لانا مختصر تبصرے میں ناممکن ہے اس لیے آخر میں موضوع کی مناسبت سے آیات و احادیث پیش کرتے ہیں مثلاً وَیُقِیمُونَ الصلوۃ کی وضاحت کرتے ہوئے نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

"اقامتِ صلوٰۃ کا قرآنی مفہوم واضح و جامع طور پر سمجھنے کے لیے اقامتِ دین کی معنویت سے آگہی حاصل کرنا لازم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا نظام اساسِ دین ہے، جس پر دین یا اسلامی معاشرے کا نظام استوار کیا جا سکتا ہے۔[8] چنانچہ ارشاد ہوا: **شَرَعَ لَکُم مِنَ الدِینِ ما وصیٰ بِہ نُوحاو۔۔۔۔ ویھدی اِلیہِ مَن یُنیبُ۔**[9] اُس (یعنی اللہ) نے تمھارے لیے اقامتِ دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اُس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جس کا حکم (اے محمد ﷺ) آپ کو بذریعہ وحی دیا ہے، اور جس کا حکم ہم نے بذریعہ وحی ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا یعنی کہ "دین" کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو اقامتِ دین کی دعوت جو آپ دے رہے ہیں مشرقوں پر شاق گزرتی ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے (دین) کے لیے منتخب کر لیتا ہے اور جو اس کی برف رجوع کرتا ہے اسے وہ اپنی طرف آنے کا حسین و فطری اور سیدھا راستہ دکھاتا رہتا ہے۔"

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، اللہ کے لیے حسن کا لفظ استعمال کرتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کو جمالیاتی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک جگہ نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

> "انسان میں جو جمالیاتی حس ہے یہ بھی الحُسن کی طرف سے ہے اور اسی حس کی وجہ سے انسان خوبصورتی پسند کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ الحسن ہے اس لیے وہ اپنے جمالیاتی تخلیقی شاہکار انسان کا معروض حسن عشق (الہ) بھی ہے اور رب ذوالجلال و اکرام بھی۔ الحسن بیک وقت معبود معشوق بھی ہے اور عاشق و رحمٰن بھی۔ علاوہ بریں الحسن نے انسان کو جمالیاتی حس ودعیت کی ہے جس کی بدولت وہ حسن اور خوبصورت چیزوں سے محبت اور الحسن سے عشق کرتا ہے بشرطیکہ اس کی جمالیاتی حس زندہ و حرکی ہو۔"[10]

انسان اللہ پاک کی بہترین مخلوق ہے اور اس طرح اللہ رب العزت نے انسان کو ان صلاحیتوں سے نوازا ہے جن سے وہ بھرپور طریقے سے کام لے کر اللہ پاک کے احکامات کو سمجھے اور ان پر عمل پیرا ہو۔ قرآن حکیم کو پڑھنے اور سننے کے لیے بھی ایک حسن درکار ہے۔ حسن ہو گا تو ہی جاذبیت ہو گی، جہاں حسن میں جاذبیت پیدا ہوتی ہے وہاں عشق کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن کے پڑھنے اور سننے والوں کے لیے حسن نظر اور حسن سمع نہایت ضروری ہے اور یہی خاص بصارت و سماعت ہماری زندگی کی آرزو اور عبادت کا حاصل ہے۔ اس ضمن میں نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں۔

> "حسنِ نظر ہو تو سورۃ فاتحہ حسن و عشق کے جمیل و جلیل اور دل گداز و بصیرت افروز نظاروں کا زندہ و حرکی مرقع ہے جسے دیکھئے تو دیکھتے رہ جایئے اور سوچیئے تو عالم حیرت و سرخوشی میں گم ہو جایئے۔ حسنِ سمع ہو تو سات سریلے بولوں کا یہ نغمہ لاہوتی روح کو سرور کر کے پیکرِ حسن و عشق کے بزم نور و سرور میں لے جاتا ہے۔"[11]

حسنِ تفسیر میں انسان کے لیے ایمان افروز عناصر کو بہت کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ صاحب تفسیر ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اللہ پاک سے انسان کا تعلق محبت اور لگاؤ کا بتایا ہے اور اس تعلق میں حسن کی کارفرمائیاں ہی اصل محرک ہیں۔ عشق کا خوبصورت بیانیہ انسان اور خدا کے تعلق کو مزید واضح کر دیتا ہے کہ یہ بندگی بوجہ الفت و انس ہے اس کی وجوہات دیگر اپنی جگہ مسلّم ہوں گی لیکن اس تعلق کی بنیادی شرط محبت ہے۔ صاحبِ تفسیر نے جنت اور جنتیوں کے بارے میں بھی خوب صورت بیان بہ زورِ عشق ہی دیا ہے۔ اس ضمن میں نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

> "جنت بلاشبہ بے مثال و بے قیاس حسین و دل کش مناظر، نظاروں اور نعمتوں سے معمور ہو گی اور اہلِ جنت گوناگوں سرور انگیز مشاغل سے لطف اندوز بھی ہوتے رہیں گے لیکن عشق آخر عشق ہے انہیں اپنے معروض حسن و عشق کی حضوری و رضا اور ہم نظری و ہم کلامی کی آرزو سب خواہشوں سے شدید ترین ہو گی اور تسکین آرزو کے لیے وہ اپنے جمالیاتی شعور کے اتمام اور مغفرت کی دعا مانگتے رہیں گے اور ان کی دعا قبول ہوتی رہے گی اور الحسن ان کو وہاں بھی قرآن مجید کے ذریعے جمالیاتی شعور کی تکمیل کا طریقہ بتاتا رہے گا اور ان کی مغفرت یعنی حفاظت فرماتا رہے گا تاکہ وہ اپنے جمالیاتی شعور کے ارتقائے مسلسل سے غافل نہ ہونے پائیں۔"[12]

خلاصہ کلام

قرآن وہ مقدس اور جامع ترین کتاب ہے جو اشرف المخلوقات، انسان کی زندگی کے لیے ایک منظم اور منصوبہ بند مکمل ضابطہ حیات اور لائحہ عمل کی حیثیت سے اس دنیا میں نازل ہوئی ہے۔ درحقیقت یہ گراں قدر اور بیش قیمت گنجینہ دو اہم پہلوؤں کا حامل ہے۔ ان میں سے ایک پہلو ارشاد خداوندی کے بموجب (ھدی للمتقین) ہدایت اور رہنمائی سے جڑا ہوا ہے۔ جب کہ دوسرا پہلو انسانی زندگی کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے اور جملہ رنج و مصائب میں شفا فراہم کرنے والا ہے۔ اس مقدس کتابِ الٰہی کی پہلی اور بنیادی حیثیت بنی نوع انسان کے عظیم ترین رہنما کی ہے۔ جو انسان کو صحیح اور سعادت مند زندگی کا راستہ دکھاتی ہے، تاکہ دنیا کے نشیب و فراز اور کائنات میں ہر سو پھیلی ہوئی ظلمت و تاریکی میں وہ درست اور سیدھی راہ کا تعین کر سکے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے آخری کتاب ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے تا قیامت ایک مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت رکھتا ہے اور ایک اسلامی معاشرے میں تمام اصولوں اور معاشرتی قوانین کا ماخذ اور مصدرِ اولین ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں قرآن کو ایک برتر قانون اور دستور العمل کی حیثیت حاصل ہے، یہ ایک ایسا پیمانہ عمل ہے جس کی بنیاد پر حق و باطل میں تمیز کی جا سکتی ہے، یہ وہ فرقان ہے جو ہر صحیح کو ہر سقیم سے الگ کر سکتی ہے۔ یہ کتان اہلِ ایمان کے لیے بالفعل براہ راست اور پوری انسانیت کے لیے بالقوۃ، ایک نظام ہدایت ہے۔ یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جس پر رکھ کر کھرے اور کھوٹے کا کو پرکھا جا سکتا ہے۔ یہ ایسا نظام ہدایت ہے جو تمام عالم کے لیے دائمی طور پر کارگر ہے، جس میں زمان و مکاں کی کوئی حد مقرر نہیں اور اس کی مدد سے رہتی دنیا تک کے لیے مکارم اخلاق کے معیارات مقرر کیے جا سکتے ہیں۔ نصیر احمد ناصر نے جمالیات کو اپنی تفسیر میں بہت خوبصورت انداز میں استعمال کیا ہے۔ جدید دور کی تفاسیر مین اپنے منفرد منہج و اسلوب کی وجہ سے یہ ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ تفسیر کو خوبصورت بنانے کے لیے اس میں عمدہ شاعری، عربی لغات سے الفاظ کی تشریح اور انگریزی اصطلاحات کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ کاینات کی ہر چیز میں جمالیات کا عنصر واضح نظر آتا ہے۔ جس سے قاری اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔

حوالہ جات

[1] Webster dictionary, page#1115

[2] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، (۱۹۹۳ء)، حسن تفسیر، فیروز سنز، لاہور، ص:۲۵

[3] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، (۱۹۹۳ء)، حسن تفسیر، فیروز سنز، لاہور، ص:۶۴

[4] عثمانی، مولانا شبیر احمد، (۲۰۰۷ء)، تفسیر عثمانی، دارالاشاعت، کراچی، ص:۴۹

[5] ۵:اصلاحی، امین احمد، (۱۹۸۷ء)، تدبر قرآن، فاران پبلشرز، لاہور، ص:۵۶

[6] مودودی، ابوالاعلی، (۱۹۶۸ء)، تفہیم القرآن، مکتبہ اسلامیہ، دہلی، ص:۲۹

[7] شفیع، مفتی محمد، (۲۰۰۱ء)، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ص:۸۱۱

[8] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، (۱۹۹۳ء)، حسن تفسیر، فیروز سنز، لاہور، مقدمہ، ص:۶۳۱

[9] االقرآن، لشوریٰ ۱۳:۴۲

[10] ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، (۱۹۹۳ء)، حسن تفسیر، فیروز سنز، لاہور، ص:۱۲۴، جلد، دوم

[11] 11 ۔ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، (۱۹۹۳ء)، حسن تفسیر، فیروز سنز، لاہور، مقدمہ، ص:۱۶۵

[12] :ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، (۱۹۹۳ء)، حسن تفسیر، فیروز سنز، لاہور، مقدمہ، ص:۸۲۵